احسان دانش ——(1914-1982ء)

شاعر کا تعارف: شاعر مزدور احسان دانش کاندھلہ میں پیدا ہوئے۔ ان کا نام احسان الحق اور تخلص دانش ہے۔ ادبی دنیا میں احسان دانش کے نام سے شہرت حاصل کی۔ ناموافق معاشی حالات کے باعث پرائمری کے بعد سلسلہ تعلیم منقطع ہو گیا۔ احسان دانش نے لڑکپن ہی سے محنت مزدوری کی۔ وہ مختلف چھوٹی چھوٹی نوکریاں بھی کرتے رہے۔ رزقِ حلال کمانے کے لیے انھوں نے مٹی اور گارا ڈھونے کی مشقت بھی کی۔ ان کی زندگی کے اس رُخ نے محنت کش طبقے سے ان کی وابستگی اور ہمدردی کو جلا بخشی۔

احسان دانش بچپن ہی سے شعر کہتے تھے۔ فکرِ معاش نے ان کی شخصیت میں سنجیدگی اور بردباری پیدا کر دی تھی۔ یہی خصوصیات ان کے کلام میں بھی ہیں۔ عظمتِ انسان، فطرت اور انسان کا تعلق دیہاتی زندگی اور محنت کش طبقے کے مسائل ان کے خاص موضوعات ہیں۔ انھوں نے دیہات کے اَن پڑھ کسانوں کے مسائل کو موضوعِ سخن بنایا ہے اور ملوں کے مزدوروں کے قلبی جذبات کو زبان عطا کی ہے۔ وہ غزل اور نظم دونوں اصناف میں یکساں مہارت رکھتے ہیں۔ ان کے لہجے کی سادگی میں ایک کشش ہے۔ عام مسائل کو فطری انداز میں بیان کرنا احسان دانش کا فن ہے اور اس فن میں بہت کم شعرا ان کی ہمسری کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ احسان دانش نے شاعری کی کلاسیکی روایت سے رشتہ توڑے بغیر اپنے لیے نئی راہِ سخن تلاش کی ہے جو بلاشبہ ایک کارنامہ ہے۔

9۔ احسان دانش —— تغیر

مرکزی خیال

زندگی مسلسل تبدیلی کا نام ہے، شب و روز کی گردش، موسموں کا بدلنا اور شمس و قمر کا محوِ سفر رہنا ثابت کرتا ہے کہ دنیا میں ہر چیز تبدیلی کے عمل سے گزر رہی ہے۔ تغیرِ پیہم ہی اصلِ حیات ہے۔

شعر: اے ہم نشیں ! کلام مرا لا کلام ہے

سُن ! زندگی تغیرِ پیہم کا نام ہے

مشکل الفاظ کے معانی: ○ ہم نشیں: ساتھی ○ لا کلام: وہ بات جس میں مزید گفتگو کی گنجائش نہ ہو، قطعی بات ○ تغیرِ پیہم: لگاتار تبدیلی، مسلسل انقلاب۔

نثر: اے ساتھی! میری اس بات کے متعلق گفتگو کی گنجائش نہیں۔ میری بات سُن۔ زندگی مسلسل تبدیلی کا نام ہے۔

تشریح: نظم کے پہلے شعر میں احسان دانش نے ایک مسلمہ حقیقت بیان کی ہے۔ اسی لیے ان کے لہجے میں بھرپور اعتماد اور کامل یقین کا تاثر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جو بات بیان کر رہا ہوں اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں۔ وہ ایک تسلیم شدہ سچائی ہے اس لیے اس کے متعلق مزید بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں۔ وہ بات یہ ہے کہ

زندگی مسلسل تبدیلی کا نام ہے۔ دنیا میں مختلف نوعیت کی تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ انسان اپنی زندگی میں کئی رنگ بدلتا ہے۔ اس کی جوانی بچپن سے مختلف اور بڑھاپا جوانی سے مختلف ہوتا ہے۔ اسی طرح زندگی کے ایک مرحلے میں وہ طالب علم ہوتا ہے لیکن دوسرے مرحلے میں خود استاد بن جاتا ہے۔ کبھی وہ لاڈلا بیٹا ہوتا ہے تو کبھی شفیق باپ۔ عام مشاہدے کی بات ہے کہ انسانوں کی مالی اور سماجی حیثیت بھی بدلتی رہتی ہے۔ ایک کنگال شخص کروڑ پتی بن جاتا ہے۔ بادشاہِ وقت کو ملک بدر ہونا پڑتا ہے۔ مسلسل تغیر اور تبدیلی کا یہ عمل انسان تک محدود نہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ آج کی زرخیز زمینیں کبھی بنجر تھیں۔ آج کی گنجان آبادیوں کی جگہ پر کبھی سمندر گزرا کرتا تھا۔ گزشتہ دو عشروں سے دنیا کا درجہ حرارت بڑھ رہا ہے یعنی تبدیلی کا عمل جاری ہے۔ سچ یہ ہے کہ دنیا میں کوئی چیز تبدیل نہیں ہوتی تو وہ خود مسلسل تبدیلی کا عمل ہی ہے۔ اقبال نے یہ بات ان الفاظ میں کہی ہے:

ع سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

انسان کے ساتھ ساتھ حیوانات اور نباتات بھی مسلسل تبدیلی کے اس عمل سے گزر رہے ہیں۔ تغیر پیہم ہی زندگی ہے۔

شعر 2: راتوں کو ہے سحر کی تجلی کا انتظار
ہے ہر صدا فراق خموشی میں بے قرار

مشکل الفاظ کے معنی: ○ تجلی: روشنی، جلوہ ○ فراق خموشی: خموشی کی جدائی۔

نثر: راتوں کو صبح کی روشنی کا انتظار ہے۔ ہر آواز خاموشی کی جدائی میں بے قرار ہے۔

تشریح: احسان دانش نے مضمون کو لطیف شاعرانہ انداز میں آگے بڑھایا ہے۔ پہلے شعر میں زندگی کو تغیر پیہم قرار دینے کے بعد دوسرے شعر میں وہ کہتے ہیں کہ خالق کائنات کی تخلیقات میں تبدیلی کی خواہش موجود ہے۔ ہر رات صبح کی روشنی کا انتظار کرتی ہے اور ہر آواز خاموشی کی جدائی میں بے قرار رہتی ہے۔ گویا رات کے بعد صبح ہونا قانونِ قدرت ہونے کے ساتھ ساتھ رات کی اپنی خواہش بھی ہے اور یہ خواہش اسے قدرت ہی نے ودیعت کی ہے۔ اسی طرح صدا کا سکوت میں ڈھل جانا صدا کی آرزو ہے۔ آرزو کا یہ سلسلہ دیگر تبدیلیوں میں بھی کارفرما ہے۔ مثلاً دن یہ چاہتا ہے کہ تبدیلی آئے اور رات ہو جائے۔ خاموشی کی یہ خواہش ہے کہ کوئی صدا اُبھرے۔ خالق نے اپنی تخلیقات کو وہی خواہشات عطا کی ہیں جو اس کی مشیت کے عین مطابق ہیں۔ رات کے بعد سحر کا نمودار ہونا معمول کی بات ہے لیکن شاعر نے اس معمول کو ایک منفرد انداز میں ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

شعر 3: سوئے خزاں بہار گلستاں روانہ ہے
ہر برگ کا سکوت سراپا فسانہ ہے

مشکل الفاظ کے معانی: ○ سوئے خزاں: خزاں کی طرف ○ برگ: پتا۔

نثر: گلستان کی بہار خزاں کی طرف جا رہی ہے۔ ہر پتے کی خاموشی سراپا افسانہ ہے۔
تشریح: گلستان میں بہار کی رنگینیوں اور رعنائیوں کو دیکھ کر یہ حقیقت فراموش نہیں کی جا سکتی کہ بہار کا یہ قافلہ دراصل خزاں کی طرف روانہ ہے۔ ہر پھول کی زندگی چند روزہ ہے۔ آج کھلنے والے چند دنوں کے بعد مرجھا جائیں گے۔

کہا میں نے کتنا ہے گُل کا ثبات
کلی نے یہ سُن کر تبسم کیا

گلستان میں ہر پتے کی خاموشی یہی افسانہ سنا رہی ہے۔ بہار کے جذبات آفرین موسم میں بھی وہ خاموش ہے۔ دراصل وہ بہار کے انجام سے آگاہ ہے۔ اسے معلوم ہے کہ زندگی تغیر پیہم کا نام ہے۔ آج بہار ہے تو کل خزاں بھی آئے گی۔ اسی سوچ نے اسے خاموش کر رکھا ہے۔ اس کی خاموشی آنے والے انقلاب کی نقیب ہے۔ گلشن میں کھلے پھولوں اور خوبصورت پودوں کو یہ احساس نہیں کہ وہ خزاں کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ہر لمحہ انہیں خزاں سے قریب تر کر رہا ہے۔ وہ تبدیلی کے اس عمل سے بے خبر ہیں لیکن برگِ خاموش سب کچھ جانتا ہے۔

شعر 4: نکہت کی کوششیں کہ نکلنا نصیب ہو
موسم کو یہ لگن کہ بدلنا نصیب ہو

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **نکہت:** خوشبو، مہک۔
نثر: خوشبو پھول سے باہر نکلنے کی کوشش میں ہے اور موسم بھی تبدیل ہونا چاہتا ہے۔
تشریح: قدرت کی دیگر تخلیقات کی طرح خوشبو اور موسم بھی تبدیلی کے آرزومند رہتے ہیں۔ خوشبو پھول کے پیکر میں قید ہوتی ہے۔ خوشبو کو بظاہر اس سے کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیے کہ وہ پیکرِ گل میں رہے یا پھر ہواؤں میں اُتر کر فضاؤں میں بکھر جائے لیکن ایسا نہیں۔ احسان دانش کہتے ہیں کہ خوشبو پیکرِ گل سے نکل کر فضاؤں میں بکھرنے کی کوشش کرتی ہے کیونکہ وہ جانتی ہے کہ زندگی مسلسل تبدیلی کا نام ہے۔ ایک پیکر میں محدود ہو کر وقت گزارتے رہنا حیات نہیں، موت ہے۔ تبدیلی کی یہی خواہش موسم بھی رکھتا ہے۔ گرمی کا موسم یہ خواہش رکھتا ہے کہ موسم سرما آئے۔ سردیوں کو بہار کی آرزو رہتی ہے۔ تبدیلی کی یہ لگن ایک موسم کے جانے اور دوسرے کے آنے کا سبب بنتی ہے۔ خوشبو اور موسم کی یہ آرزو ثابت کرتی ہے کہ تغیر پیہم اصل حیات ہے۔ مسلسل تبدیلی اور انقلاب ہی مشیتِ ایزدی ہے۔

شعر 5: شمس و قمر کو ضد ہے کہ گرمِ سفر رہیں
بے رنگیوں میں خالقِ شام و سحر رہیں

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **گرمِ سفر:** مصروفِ سفر ○ **خالقِ شام وسحر:** شام اور صبح کا پیدا کرنے والا۔

نثر: سورج اور چاند کو ضد ہے کہ وہ سفر کرتے رہیں اور بے رنگیوں میں شام اور صبح تخلیق ہوتی رہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کی دیگر عظیم تخلیقات کی طرح سورج اور چاند بھی مسلسل تبدیلی کی خواہش رکھتے ہیں۔ ان کی یہ آرزو ہماری زمین پر شام وسحر کی آمد کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔ زمین کے جس حصے پر سورج ظاہر ہوتا ہے وہاں دِن نکل آتا ہے اور جس حصے تک چاند' سورج کی روشنی کو پہنچنے سے روکتا ہے وہاں رات چھا جاتی ہے۔ اس طرح سورج اور چاند دونوں ہی شام وسحر کی گردش کے اہم کردار ہیں۔ دونوں کو یہ ضد ہے کہ دن اور رات کا چکر یونہی چلتا رہے۔ ہر رات صبح میں بدلتی رہے اور ہر دن رات میں ڈھلتا رہے۔ روشنی اور اندھیرے کا یہ کھیل ہی تو انہیں شام وسحر کے خالق کے عظیم مرتبے پر فائز کرتا ہے۔ یہ تغیر پیہم کی برکات ہیں۔ زندگی میں یکسانیت آجائے تو ہمیشہ دن ہی رہے اور کبھی رات نہ آئے یا پھر ہمیشہ رات چھائی رہے اور کبھی دِن نہ نکلے۔ یہ تبدیلی کا عمل ہے جو انسان کو دِن کی روشنی اور رات کا سکون بخش ماحول فراہم کرتا ہے۔ شاعر نے شمس وقمر کی خواہش تغیر کو ان کی ضد قرار دیا ہے۔

شعر 6:

شہروں میں انقلاب' بیاباں میں انقلاب
محفل میں انقلاب' شبستاں میں انقلاب

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **انقلاب:** تبدیلی ○ **بیاباں:** ویرانہ ○ **شبستاں:** تنہائی کی جگہ۔

نثر: شہروں اور ویرانوں میں' محفل اور تنہائی کی جگہ میں تبدیلی کا عمل جاری ہے۔

تشریح: پہلے پانچ اشعار میں احسان دانش نے یہ بات واضح کی ہے کہ مسلسل تبدیلی اور لگاتار انقلاب مشیت ایزدی ہے۔ یہ دنیا اور مظاہر قدرت کی خواہش ہے۔ خالق کائنات کی عظیم تخلیقات تبدیلی کی آرزومند ہیں۔ یہ سب کچھ کہنے کے بعد اب احسان دانش سمجھتے ہیں کہ انہوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ زندگی دراصل تغیر پیہم ہی کا نام ہے۔ چھٹے شعر میں وہ یقین سے بھرپور لہجے میں کہہ رہے ہیں کہ ہماری زندگی ہر لحہ تبدیل ہو رہی ہے۔ تبدیلی کا یہ عمل غیر محسوس انداز سے جاری ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر عام شخص کو اس کا ادراک ہو لیکن حقیقت یہی ہے کہ ساری دنیا تبدیلی کے عمل کی زد میں ہے' جس طرح شہروں اور آبادیوں میں تبدیلیاں رُونما ہو رہی ہیں' بالکل اسی طرح ویرانوں میں بھی یہ عمل جاری ہے۔ محفلوں کے انداز بدل رہے ہیں تو خلوت نشینوں کی زندگیاں بھی تبدیل ہو رہی ہیں۔ دنیا میں کوئی بھی تبدیلی کے اِس عمل سے مستثنیٰ نہیں۔ انسان بدلتا ہے۔ وہ لحہ بہ لحہ تبدیل ہوتا رہتا ہے لیکن اکثر اوقات اِسے اِس حقیقت کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اسی طرح ہمارا ماحول' زمین' فضا' پہاڑ' دریا' سمندر' ستارے اور سیارے بھی مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزر رہے ہیں۔

شعر 7:

کس پر یہاں تغیرِ نو کا فسوں نہیں
اس بزم میں نصیب کسی کو سکوں نہیں

مشکل الفاظ کے معانی: ○ **تغیرِنو:** نئی تبدیلی ○ **فسوں:** جادو۔